فکرِ اقبال کی روشنی میں عورت کا مقام و کردار: ایک تحقیقی و تجزیاتی جائزہ

The Status and Role of Women in the Light of Iqbal's Thought: A Research and Analytical Review

Saima Rafeeq, Ph.D.
Bahauddin Zakariya University, Multan
saimarafiq69@yahoo.com

Abstract

This research paper critically explores the concept of women in the thought of Allama Muhammad Iqbal by analyzing their status, responsibilities, and intellectual significance within his broader philosophical framework. Although considerable studies have explored Iqbal's views on women, relatively limited attention has been given to critically examining the relationship between women's participation in social life, their familial responsibilities, the contemporary applicability of his concept of women's empowerment and its limitations. This study examines Iqbal's concept concerning the status and role of women in relation to contemporary social trends and the changing realities of women's lives, highlighting its relevance and practical significance in the present context. The paper addresses the main question: How can Iqbal's views on women's empowerment and social role be relevant and applicable in terms of their strengths, limitations in the contemporary context? The findings indicate that Iqbal as a philosopher, poet, and reformer, viewed women as a vital force in the moral, cultural, and spiritual development of society and regarded them as central to the continuity and refinement of civilization. He supported women's education and intellectual advancement but emphasized that such progress should remain connected with ethical values, spiritual consciousness, and social responsibility.

Keywords: Iqbal, empowerment of women, rights, education, progress

کلیدی الفاظ: اقبال، خواتین کی خود مختاری، حقوق، روایت، تعلیم، ترقی

حکیم الامت علامہ اقبال مشرق کے ایک بصیرت انگیز مفکر، فلسفی اور شاعر ہیں، جن کے نزدیک عورت معاشرے کی تعمیر و تشکیل کی بنیاد، اخلاقی تربیت کا سرچشمہ اور تہذیبی و روحانی ترقی کا اہم ذریعہ ہے۔ وہ عورت کی تعلیم، سماجی شعور اور فکری ترقی کے قائل ہیں۔ تاہم ان کے نزدیک عورت کی تعلیم اور سماجی شعور کا مقصد محض معاشی یا انفرادی آزادی نہیں بلکہ شخصیت سازی، کردار کی مضبوطی، روحانی شعور اور نئی نسل کی فکری و اخلاقی تعمیر ہے۔ اس تحقیقی مقالہ میں فکرِ اقبال کی روشنی میں عورت کے مقام و کردار کو عصرِ حاضر کے بدلتے ہوئے سماجی و معاشرتی حالات کے تناظر میں زیرِ بحث لایا گیا ہے، تاکہ موجودہ دور میں اس کی اہمیت اور عملی افادیت کا تعین کیا جا سکے۔ معیاری اور تنقیدی طریقۂ تحقیق کے ذریعے اقبال کی شاعری، نثری تحریروں اور دیگر متعلقہ بنیادی ماخذ کی روشنی میں عورت کے مقام، معاشرتی کردار، تعلیم اور آزادی و خود مختاری سے متعلق ان کے افکار کا تجزیہ کیا گیا ہے اور اس امر کا جائزہ لیا گیا ہے کہ اقبال کا تصورِ خودی موجودہ دور میں خواتین کے سماجی اور عملی کردار کے لیے کس طرح مؤثر فکری رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔ تحقیق کا بنیادی سوال یہ ہے کہ عصرِ حاضر میں خواتین کی خود مختاری اور معاشرتی کردار سے متعلق اقبال کے افکار اپنی حدود اور مثبت پہلوؤں کے اعتبار سے کس طرح مؤثر اور قابلِ عمل ہو سکتے ہیں؟ اگرچہ اقبال کے فکری تصورات میں عورت کی تعلیم،

اس کے مقام و کردار اور حقوق کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے، تاہم عصرِ حاضر کے معاشی و معاشرتی حالات، خصوصاً ڈیجیٹل دور، سوشل میڈیا، بدلتے ہوئے خاندانی و سماجی رجحانات اور خواتین کی خود مختاری اور سماجی و پیشہ ورانہ شرکت کے تناظر میں فکرِ اقبال کی معنویت اور عملی اطلاق پر مزید توجہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ زیرِ نظر تحقیق میں اقبال کے تصورِ عورت کو عصرِ حاضر کے تقاضوں سے مربوط کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تحقیق کے نتائج سے واضح ہوتا ہے کہ عصرِ حاضر میں اقبال کے فکری تصورات خواتین کی خود مختاری اور معاشرتی امور میں عملی کردار کے حوالے سے ایک مؤثر فکری رہنمائی فراہم کرنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

مقصدِ تحقیق

اس تحقیق کا بنیادی مقصد علامہ محمد اقبال کے افکار کی روشنی میں عورت کے مقام و کردار سے متعلق اہم فکری پہلوؤں کو اجاگر کرنا اور عصرِ حاضر کے تعلیمی، سماجی، معاشی اور فکری چیلنجز کے تناظر میں اس کی معنویت اور عملی افادیت کا جائزہ لینا ہے۔ اس تحقیق میں اقبال کے تصورِ تعلیم نسواں، آزادیِ نسواں، خودی، سماجی ذمہ داری اور عملی کردار جیسے پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ علامہ محمد اقبال کے نزدیک عورت معاشرے کی فکری، اخلاقی اور تہذیبی تشکیل میں کس قدر اہمیت رکھتی ہے۔

تحقیقی سوالات

اس مقالے میں درج ذیل سوالات کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

- فکرِ اقبال میں عورت کے حقیقی مقام و کردار اور تعلیم نسواں کا بنیادی تصور کیا ہے؟
- اقبال نے عورت کی انفرادی خود مختاری اور خاندانی اور سماجی و تہذیبی کردار کے درمیان کس نوعیت کا توازن قائم کیا ہے؟
- انہوں نے مغربی تصورِ آزادیِ نسواں اور اسلامی تصورِ عورت میں کن بنیادی امتیازات کی نشاندہی کی ہے؟
- اقبال کے تصورِ خودی کے مطابق معاشرے کی فکری، اخلاقی اور تہذیبی تشکیل میں عورت کا کیا کردار ہے؟
- فکرِ اقبال عصرِ حاضر کے تعلیمی، معاشی، سماجی و تہذیبی اور ڈیجیٹل حالات میں خواتین کے مقام و کردار سے متعلق کس نوعیت کی رہنمائی فراہم کر سکتی ہے؟

تحقیقی طریقہ کار

اس مقالے میں تجزیاتی اور توضیحی تحقیقی طریقۂ کار اپنایا گیا ہے، جس کے تحت علامہ اقبال کے شعری و نثری افکار، متعلقہ تحقیقی کتب اور فکری مباحث کا جائزہ لے کر عورت کے مقام و کردار، خودی، تعلیم اور سماجی و معاشرتی کردار سے متعلق افکار کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں، ان فکری تصورات کو عصرِ حاضر کے تعلیمی، معاشی، معاشرتی اور ڈیجیٹل دور کے تقاضوں کے تناظر میں پرکھا گیا ہے تاکہ اقبال کے تصورِ عورت کے مختلف فکری، سماجی اور اخلاقی پہلوؤں کا جائزہ لے کر ان کی عصری معنویت کو واضح کیا جا سکے۔

فکرِ اقبال: تعارف اور بنیادی تصورات

فکرِ اقبال برصغیر کے عظیم مفکر، شاعر اور فلسفی علامہ محمد اقبال کے افکار، نظریات اور فکری نظام کا مجموعہ ہے۔ اقبال کی فکر کا بنیادی مرکز و محور انسان کی روحانی، اخلاقی اور فکری ترقی ہے۔ ان کے فکری نظام میں خودی، عشق، عمل، اجتہاد اور اسلامی تہذیبی شعور کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اقبال کے نزدیک انسان محض مادی وجود نہیں بلکہ ایک فعال، باوقار اور تخلیقی شخصیت ہے جو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر معاشرے کی تعمیر میں کردار ادا کرتی ہے۔[1]

اقبال کے بنیادی تصورات میں "خودی" کو مرکزی مقام حاصل ہے۔ ان کے مطابق خودی انسان کے اندر موجود وہ قوت ہے جو اسے خود شناسی، خود اعتمادی اور بلند مقاصد کے حصول کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اسی طرح اقبال عشق کو محض جذباتی کیفیت کی بجائے ایک فعال اور تخلیقی قوت قرار دیتے ہیں جو انسان کو عملی جدوجہد اور ارتقا کی طرف مائل کرتی ہے۔ اقبال اسلامی تعلیمات کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے قائل ہیں۔[2]

اقبال کے یہ فکری تصورات عصرِ حاضر کے بدلتے ہوئے معاشرتی حالات میں بھی اپنی معنویت برقرار رکھتے ہیں، کیونکہ جدید دور کے بدلتے ہوئے معاشرتی حالات کے تناظر میں فرد کی فکری تشکیل، اخلاقی تربیت اور متوازن شخصیت کی تعمیر کی اہمیت مزید نمایاں بالخصوص خواتین کے بدلتے ہوئے تعلیمی، معاشی، سماجی اور ڈیجیٹل کردار کے حوالے سے اقبال کی فکر جدید تقاضوں اور اقدار کے درمیان توازن قائم کرنے کے لیے قابلِ قدر رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

اقبال کے نزدیک ماں کا کردار اور امومتِ صالحہ کا تصور

حیاتِ انسانی کی اعلیٰ ترین قدروں میں ماں نہایت اہم اور نمایاں مقام رکھتی ہے۔ چنانچہ اقبالؒ کے افکار میں اس پہلو کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ انہوں نے امت کی زبوں حالی دور کرنے کے لیے ''امومت صالحہ'' پر بہت زور دیا ہے۔ یعنی قوم کو ایسی نیک، تعلیم یافتہ اور باکردار ماؤں کی اشد ضرورت ہے جو نسلِ نو کی صحیح تربیت کر سکیں۔ معاشرتی ترقی صرف مردوں کی محنت یا سیاسی نظام سے ممکن نہیں بلکہ اس کی اصل بنیاد ایک صالح ماں کی گود ہے، جہاں نسلِ نو کی شخصیت کی تشکیل ہوتی ہے۔ اسی تصور کے تحت اقبال عورت کی تربیت اور اس کے کردار کو امت کی اجتماعی بقا کے لیے ناگزیر سمجھتے ہیں۔

اقبال عورت کو معاشرے کی ترقی کا بنیادی عنصر قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک عورت نہ صرف خاندان کی بنیاد ہے بلکہ ملت کی فکری و اخلاقی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ ان کی شاعری میں عورت ماں، مربیہ اور تہذیبی اقدار کی محافظ کے طور پر نظر آتی ہے۔[3] اقبال کی شاعری ان کے اس پیغام کو واضح کرتی ہیں کہ تعلیم عورت کے لیے ضروری ہے لیکن شمع محفل بننے کی بجائے اس کا اصل دائرہ کار تخلیق نسل، تربیت اولاد اور اخلاقی اقدار کی بقا میں مضمر ہے۔ ان کی نظر میں عورت کی اصل عظمت اور وقار اس کے جذبہ امومت میں ہے۔[4] اقبال کے نزدیک ماں کا کردار محض جذباتی یا گھریلو دائرے تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک فکری اور تہذیبی ذمہ داری ہے، جو قوموں کے عروج و زوال کا تعین کرتی ہے۔ وہ تصور نسواں کے برعکس ماں کو اخلاق اور تہذیب کا معمار قرار دیتے ہیں۔ اقبال مغربی تہذیب کے اس تعلیمی تصور پر تنقید کرتے ہیں جو عورت کو اس کے فطری تقاضوں اور بنیادی کردار بالخصوص امومت کے تقاضوں سے غافل کر کے معاشرتی عدم توازن پیدا کرتا ہے:

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ امومت
ہے حضرتِ انساں کے لیے اس کا ثمر موت [5]

علامہ اقبال نے مسلم خواتین کے لیے حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور دیگر باکردار اور باوقار مسلم خواتین کی سیرت و کردار سے رہنمائی حاصل کرنے کی تلقین کی، تاکہ عورت اپنی دینی، اخلاقی اور سماجی ذمہ داریوں کو مؤثر انداز میں ادا کر سکے۔ اقبال کے مطابق ان خواتین کا جذبہ ایمان، شجاعت، دلیری اور پاکیزگی کردار وہ صفات ہیں جو عورت کو عظیم ماں کے مرتبے پر فائز کرتے ہیں۔ اور ایسی ماؤں کی گود میں امام حسین جیسی مدبر اور عظیم شخصیات پروان چڑھتی ہیں۔ اقبال کی تعلیمات مسلمان ماؤں کو اس امر کی تلقین کرتی ہیں کہ وہ نسل نو کی تشکیل میں اہم کردار ادا کریں اور ان کی ایسی تربیت کریں کہ وہ عصر حاضر کے نئے فتنوں اور چیلنجز کا مؤثر انداز میں مقابلہ کر سکے۔ سید ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں کہ اقبال کے مطابق ماں دنیا کی اعلیٰ ترین ہستی ہے اور یہی ذات انقلابی صلاحیتوں کی حامل ہے۔ اور جو قومیں ماؤں کی قدر نہیں کرتیں، ان کا نظام حیات دیر پا قائم نہیں رہ سکتا۔[6] اقبال کے فکری تصورات میں ماں کی حیثیت اور اس کا تربیتی کردار بدستور بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ عصرِ حاضر میں عورت کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ رہتے ہوئے اپنی اولاد کی فکری و اخلاقی نشوونما اور کردار سازی پر توجہ دینی چاہیے تاکہ وہ معاشرے کی تعمیر میں مؤثر کردار ادا کر سکے۔

اقبال اور جدید تصوراتِ نسواں: ایک تجزیاتی مطالعہ

فکر اقبال کی بنیاد قرآنِ مجید کی تعلیمات اور اس کی روح پر قائم ہے۔ اقبال آزادی نسواں کی تحریک کو جدید مغربی تہذیب کا شاخسانہ قرار دیتے ہیں، جس کا ہدف یہ ہے کہ عورت کو ہر میدان میں مردوں کے دوش بدوش کھڑا کر دیا جائے۔[7] وہ اگرچہ عورتوں کی تعلیم، ان کی حقیقی آزادی اور ترقی کے خواہاں ہیں لیکن آزادی نسواں کے مغربی تصور کو قبول کرنے کے لیے وہ تیار نہیں ہیں۔ مغربیت کی طرز کی آزادی کو اقبال نے زہر قند کے مترادف قرار دیا ہے:

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا
گو خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہے، وہ قند[8]

اس آزادی سے ان کی نظر میں عورتوں کی مشکلات آسان نہیں بلکہ اور پیچیدہ ہو جائیں گی۔ اور اس طرح یہ تحریک عورت کو آزاد نہیں بلکہ بے شمار مسائل کا غلام بنادے گی۔ ثبوت کے طور پر مغربی معاشرہ کی مثال کو وہ سامنے رکھتے ہیں، جہاں عورت کی غیر محدود آزادی کے نتیجے میں خاندانی و سماجی تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوا۔ اقبال اپنی شاعری میں فرماتے ہیں:

ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا
مگر یہ مسئلہ زن رہا وہیں کا وہیں[9]

ڈاکٹر صدیق جاوید اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال مرد اور عورت کی یکساں مساوات کے قائل نہیں تھے۔[10] اقبال کے مطابق مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں، لیکن ان کی ذمہ داریاں فطری اور سماجی تقسیم کے مطابق مختلف ہیں۔ اقبال نے نہ صرف مغربی نسائیت پر گہری تنقید کی ہے بلکہ خواتین کے کردار و عمل اور حقیقی خود مختاری کے بارے میں ایک متبادل اسلامی تصور پیش کیا جو کہ اعتدال پر مبنی ہے۔ اقبال کی شاعری

میں عورتوں کے لیے یہ پیغام واضح ہے کہ مسلمان عورتوں کو مغربی تہذیب کی اندھی تقلید سے گریز کرنا چاہیے اور اپنی دینی و اخلاقی اقدار کو اپنانا چاہیے۔ اقبال نے مغرب کے تصور آزادی نسواں کو مکمل رد نہیں کیا بلکہ اس کے بعض پہلوؤں پر تنقید کی ہے ان کے نزدیک عورت کی ترقی صرف ظاہری آزادی یا معاشی خود مختاری نہیں بلکہ روحانی ارتقاء، فکری پختگی اور اخلاقی استحکام میں مضمر ہے۔ اقبال اس بات پر زور دیتے ہیں کہ آزادی نسواں کا وہ تصور جو عورت کو شمع محفل بنائے یا اخلاقی گراوٹ میں مبتلا کرے، اپنی کشش کے باوجود اخلاقی پستی اور معاشرتی عدم توازن کا باعث بنتا ہے۔ اقبال آزادیِ نسواں یا آزادیِ رجال جیسے نعروں کو گمراہ کن سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق عورت اور مرد دونوں انسانی زندگی کے دو لازمی پہلو ہیں ،اور دونوں کا باہمی تعاون اور فطری دائرۂ کار میں رہ کر کردار ادا کرنا ہی معاشرتی استحکام اور ترقی کی ضمانت ہے، جبکہ باہمی مقابلہ یا کشمکش زندگی کے حسن اور توازن کو متاثر کر سکتی ہے۔[11] اقبال کے نزدیک اس معاملے میں حتمی فیصلہ عورت کی اپنی بصیرت اور شعور پر منحصر ہے کہ وہ اپنے لیے ایسا راستہ اختیار کرے جو اس کی فطرت، ذمہ داری اور معاشرتی کردار سے ہم آہنگ ہو۔ اقبال کے مطابق مرد کی قوامیت کا مقصد عورت پر غلبہ قائم کرنا نہیں، بلکہ اس کی حفاظت کا فطری انتظام ہے:

نے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی
نسوانیتِ زن کا نگہبان ہے فقط مرد[12]

اقبال کا فکری نقطۂ نظر یہ بھی ہے کہ عصر حاضر کے تناظر میں صنفی امتیازات، جدید مادی طرز زندگی اور سماجی صورتحال کے پیش نظر عورت کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کے مقاصد کو سنجیدگی سے سمجھے اور فکری بصیرت کے ساتھ اپنی زندگی کا واضح مقصد اور سمت متعین کرے۔ اسے چاہیے کہ ایسے راستوں سے اجتناب کرے جو اسے مشقت کے باوجود منزل حقیقی کی طرف رہنما فکری انتشار میں مبتلا کر دیں۔

اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور ہیں، معزور ہیں، مردانِ خرد مند
کیا چیز ہے آر ائش و قیمت میں زیادہ
آ زادی نسواں کہ زمرد کا گلوبند[13]

اقبال اپنے قیام یورپ کے دوران مغربی تہذیب کی چوکا چوند اور کھوکھلے پن کا قریب سے مشاہدہ کر چکے تھے۔ انہوں نے اپنی فکری بصیرت کے ذریعے مغربی تہذیب کے منفی اثرات اور اس کی تباہ کاریوں کو قبل از وقت ہی بھانپ لیا تھا۔ اقبال کے نزدیک تہذیب جدید خاندانی نظام کے استحکام کو کمزور کر کے معاشرے میں انتشار و افتراق کا سبب بنتی ہے۔ ان کے نزدیک آزادی کے صحیح مفہوم پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں "یورپ کی آزادی کو ہم خوب دیکھ چکے ہیں، یورپین تہذیب باہر ہی سے دیکھی جا رہی ہے کبھی اندر سے دیکھی جائے تو رونگٹے کھڑے ہوں۔"[14]

اگرچہ بعض ناقدین اقبال کے تصورِ نسواں کو روایتی یا محدود قرار دیتے ہیں، تاہم ان کا فکری نقطۂ نظر در حقیقت اسلامی اعتدال، فطری توازن اور معاشرتی ہم آہنگی کے اصولوں پر استوار ہے۔ عصر حاضر کے تناظر میں اقبال کے تصور نسواں میں خواتین کی تعلیم، فکری بیداری، خود اعتمادی،،

معاشی خود کفالت اور معاشرتی و عملی زندگی میں مؤثر کردار کے ایسے پہلو نمایاں ہوتے ہیں جو جدید تصورات نسواں سے کسی حد تک ہم آہنگ ہیں۔ موجودہ دور میں خواتین کی خود مختاری کو محض آزادی کے حصول کے بجائے علم، صلاحیت، فیصلہ سازی اور ذمہ دارانہ شخصیت کے تناظر میں دیکھاجا ئے، تو اسے اقبال کے تصور خودی اور شخصیت سازی سے فکری طور پر مربوط کیا جاسکتا ہے۔

اقبال کے نزدیک عورت کا مقام اور سماجی حیثیت

علامہ محمد اقبال کے فکری نظام میں عورت کو انسانی معاشرے کے ایک باوقار سماجی رکن کی حیثیت حاصل ہے۔ وہ اسے انسانی تہذیب و تمدن وراجتماعی زندگی کے استحکام کی ایک بنیادی قوت قرار دیتے ہیں۔ ڈاکٹر بصیرہ عنبرین کے مطابق اقبال کے تصورِ زن کو تین بنیادی زاویوں سے سمجھا جاسکتا ہے: پہلا روحانی و جمالیاتی زاویہ، دوسرا عورت کے منصبِ امومت اور نسوانی ذمہ داریوں کا تصور، اور تیسرا عورت کی انفرادی حیثیت اور اس کی ذاتی ارتقا کا پہلو۔ ان کے مطابق اقبال کے تصورِ زن کے اس تیسرے رخ کو نسبتاً نظرانداز کیا گیا ہے۔ حالانکہ اقبال عورت کو محض سماجی یا خاندانی کردار تک محدود نہیں کرتے بلکہ ایک مکمل فرد کے طور پر اس کی شناخت کو تسلیم کرتے ہیں۔ [15]

عورت معاشرتی زندگی کا ایسا مؤثر کردار ہے جس کے بغیر کسی بھی قوم کی فکری اور تہذیبی ترقی ممکن نہیں۔ وہ عورت کو صرف صنف نازک سمجھنے کی بجائے اس کی سماجی شناخت کو وقار، احترام اور انسانی عظمت کے اصولوں سے وابستہ کرتے ہیں۔ اقبال عورت کے لیے ایسی سماجی و اخلاقی حیثیت کو اہمیت دیتے ہیں جو عہد اولین اسلام کی خواتین میں نمایاں نظر آتی ہے جہاں خواتین حیا، اخلاق، علم اور خدمت انسانیت کے اوصاف سے مزین سماجی کردار ادا کر رہی تھیں۔ [16] اقبال عورت کی سماجی اہمیت کو اپنی شاعری میں نہایت مؤثر انداز میں بیان فرماتے ہیں:

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں [17]

اس شعر میں اقبال عورت کو انسانی معاشرے کے حسن، توازن اور تسلسل کی علامت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ وہ عورت کے مقام کو انسانی معاشرے کی مجموعی تعمیر کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ وہ اس کو محض ایک انفرادی وجود نہیں بلکہ ایک ایسی سماجی ہستی تصور کرتے ہیں جو اپنے وجود اور اثر کے ذریعے معاشرے کے فکری رجحانات اور اجتماعی شعور پر اثرانداز ہوتی ہے۔

اقبال عورت کے وجود کو پاکیزگی اور شرف کی علامت قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک عورت کی قدر و منزلت اتنی بلند ہے کہ وہ اس کی مشت خاک کو محض مادی وجود نہیں بلکہ ثریا سے بھی بڑھ کر عزت و شرف اور عظمت کی حامل سمجھتے ہیں:

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا در مکنوں [18]

ان اشعار سے واضح ہوتا ہے کہ اقبال کے تصور میں عورت کی سماجی حیثیت احترام، انسانی عظمت و مساوات اور اجتماعی اہمیت پر قائم ہے، جہاں عورت معاشرے کی تشکیل اور تہذیبی شناخت کے استحکام میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ عصر حاضر کے تناظر میں اقبال کے افکار سے یہ رہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ آج کی عورت اپنی تعلیم اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو ذاتی ترقی اور معاشی خود کفالت کے ساتھ ساتھ خاندان اور معاشرے کی فلاح و بہبود کے

لیے بھی بروئے کار لا سکتی ہے موجودہ دور میں عورت کو چاہیے کہ وہ معاشرے کی فکری اور عملی ترقی میں نمایاں کردار ادا کرتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو مثبت اور تعمیری مقاصد کے لیے استعمال کرے۔ اقبال کا تصور یہ تقاضا کرتا ہے کہ جدید معاشرتی مواقع سے استفادہ کرتے ہوئے عورت اپنی انفرادی شناخت، وقار اور اخلاقی اقدار کو برقرار رکھے۔ اس طرح اقبال کے افکار عصر حاضر کی عورت کے لیے خود اعتمادی، ذمہ داری اور بامقصد سماجی کردار ادا کرنے کی فکری بنیاد فراہم کر سکتے ہیں۔

تعلیمِ نسواں اور اقبال کا نظریہ تربیت

اقبال نے عورت کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ اپنی ایک نظم بعنوان ''عورت اور تعلیم'' میں فرماتے ہیں:

بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت[19]

علامہ محمد اقبال کے فکری نظام میں تعلیمِ نسواں کو مرکزی اہمیت حاصل ہے، تاہم وہ اسے محض روزگار، معاشی خود مختاری یا رسمی ڈگریوں کے حصول تک محدود نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک تعلیم کا حقیقی مقصد انسان کی کردار سازی، اخلاقی تربیت اور روحانی شعور کی نشوونما ہے۔ اسی تناظر میں وہ عورت کی تعلیم کو بھی ایک تعمیری اور تہذیبی عمل قرار دیتے ہیں جو فرد کے ساتھ ساتھ پورے معاشرے کی تشکیل پر اثر انداز ہوتا ہے۔

اقبال عورت کی تعلیم و ترقی کے مخالف نہیں تاہم وہ مغربی فلسفے اور تہذیبی اصولوں کی بنیاد پر خواتین کی تعلیم و تربیت کو مناسب نہیں سمجھتے۔[20] وہ ایسی مغربی طرز تعلیم اور اس کی مرعوبیت کے ناقد ہیں جو تعلیم کے نام پر عورت کو اس کی اخلاقی و تہذیبی شناخت سے جدا کر دے۔ ان کے نزدیک عورت کی حقیقی ترقی علم، خود شناسی، کردار سازی اور اپنی تہذیبی اقدار کے شعوری تحفظ کے ساتھ وابستہ ہے۔[21] اقبال کے ہاں تعلیم کا تصور مغربی نقطہ نظر سے مختلف ہے، جہاں تعلیم کو صرف مادی ترقی اور انفرادی آزادی کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے۔[22] اقبال خواتین کی ذہنی اور اخلاقی تربیت کے لیے دینی تعلیم کو ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق ایسی تعلیم جس میں مذہبی و اخلاقی رہنمائی کا عمل دخل نہ ہو، شخصیت کی ہمہ جہت تعمیر میں مؤثر کردار ادا نہیں کر سکتی:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت[23]

ان کے نزدیک تعلیم کا نصاب ایسا ہونا چاہیے جو عورت کو اس کے فرائض اور اس کی صلاحیتوں سے روشناس کروائے اور اس کی بنیاد دین کے عالمگیر اُصولوں پر قائم ہو۔

ایک اور مقام پر اقبال تعلیم اور شخصیت سازی کے عمومی اصول کو یوں بیان کرتے ہیں:

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے، بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں[24]

یہ شعر اس بات کی علامت ہے کہ تعلیم کا حقیقی مقصد انسان میں خودی، خودداری اور بلند فکری پیدا کرنا ہے، اور اقبال کے نزدیک یہی مقصد عورت کی تعلیم کا بھی بنیادی ہدف ہے۔

عصر حاضر کے تناظر میں اقبال کے تصورِ تعلیم و تربیتِ نسواں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خواتین کی تعلیم محض تعلیمی اسناد کے حصول تک محدود نہیں ہونی چاہیے، بلکہ اس کا مقصد فکری پختگی، اخلاقی شعور، خود اعتمادی اور عملی صلاحیتوں کی نشوونما ہونا چاہیے۔ موجودہ دور میں تعلیم یافتہ عورت اپنے علم و شعور اور صلاحیتوں کو خاندانی، معاشرتی اور پیشہ ورانہ زندگی میں مثبت اور تعمیری خدمات ادا کرنے کے لیے بروئے کار لاسکتی ہے۔ اس تناظر میں اقبال کے افکار کی عصری معنویت ایسی تعلیم و تربیت کی ضرورت کو واضح کرتی ہے جو عورت کی فکری، اخلاقی اور علمی صلاحیتوں کو فروغ دے کر اسے معاشرے کی ترقی میں مؤثر کردار ادا کرنے کے قابل بنائے۔

اقبال کا تصور خودی اور عورت کی شخصیت سازی

اقبال اسرارِ خودی میں خودی کو انسانی وجود اور ارتقا کی بنیاد قرار دیتے ہیں اور اس کی تکمیل کو اطاعت، ضبطِ نفس اور نیابتِ الٰہی سے وابستہ کرتے ہیں۔ یہی تصور قرآنِ کریم میں بیان ہوا ہے: ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾[25] "اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں۔"

اقبال کے فلسفۂ خودی کے مطابق عورت کو اپنی اندرونی قوتوں کو پہچاننا چاہیے، علم حاصل کرنا چاہیے اور اپنی شخصیت کو اس انداز میں پروان چڑھانا چاہیے کہ وہ خود اعتمادی، فکری پختگی اور مقصدیت کے ساتھ زندگی گزار سکے۔[26] اقبال ملت کی خواتین کو اس امر کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ ملک و ملت کی تقدیر سازی کا کام کریں اور ملت کی شامِ الم کو صبحِ بہار سے بدل دیں۔[27] اقبال کے مطابق انسانی خودی کی تشکیل میں فقر، قوتِ کردار، حریت اور سادگی بنیادی عناصر ہیں، اور ان کے نزدیک حضرت فاطمہؓ کی حیاتِ طیبہ ان اوصاف کا اعلیٰ اور مکمل نمونہ پیش کرتی ہے۔ اور یہ تمام اوصاف حمیدہ حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں بدرجہ اتم جمع ہو گئے تھے۔ انہی نمایاں اوصاف نے حضرت فاطمہؓ کے اسوہ کو خواتین کے لیے ہر دور میں ایک مثالی اور قابلِ تقلید نمونہ بنا دیا ہے۔[28] اسی نقطے کو اقبال نے اس شعر میں بیان کیا ہے:

مزرع تسلیم را حاصل بتول
مادراں را اسوہ کامل بتولؓ[29]

اقبال کے مطابق اگر آج کی مسلم عورت حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے اسوہ کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنا لے، تو وہ ایک مثالی معاشرے کی تشکیل میں مؤثر کردار ادا کر سکتی ہے۔

اقبال کے افکار کو بسا اوقات اس تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے مردوں کو اثباتِ خودی کی تعلیم دی ہے اور وہ عورت کو اس امر کا موقع نہیں دیتے کہ وہ بھی آزاد ہو کر اپنی خودی کا تحقق و اثبات کرے۔ درحقیقت اقبال عورت کی ترقی کے خلاف نہیں، ان کا اختلاف اس طریقہ کار سے ہے جو آزادیٔ نسواں کی تحریک نے اس مقصد کے حصول کے لیے اختیار کیے ہیں۔ اقبال نے بارہا اس امر پہ توجہ دلائی ہے کہ عورت سرمایہ

ملت کی نگہبان ہے۔ وہ اس ترقی کے قائل نہیں ہیں جس کے نتیجے میں عورت فرائض امومت سے غافل ہو جائے۔ ان کے نزدیک فطرت کا منشا یہی ہے کہ وہ اپنے سوز دروں سے اسرار حیات کی حفاظت کر کے اپنے جوہر نمایاں کرے۔[30]

فکر اقبال کی روشنی میں عصر حاضر کے بدلتے ہوئے معاشرتی رجحانات کے تناظر میں خواتین اپنی فکری صلاحیتوں کا موثر استعمال کر سکتی ہیں۔ جدید تعلیم، ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا، پیشہ ورانہ مواقع اور معاشی سرگرمیوں کے ذریعے عورت اپنی خودی کو مستحکم کرتے ہوئے ملک و ملت کی تعمیر و ترقی میں اپنا موثر کردار ادا کر سکتی ہے۔ موجودہ دور میں عورت کو چاہیے کہ وہ اپنی اخلاقی و تہذیبی اقدار کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو نہ صرف خاندان بلکہ معاشرے کی ترقی اور فلاح کے لیے بروکار لائے جو کہ اقبال کے تصور خودی کی عملی تعبیر ہے۔

عصر حاضر میں اقبال کے افکار کی معنویت

عصرِ حاضر کا فکری انتشار اور اخلاقی بحران اس بات کا متقاضی ہے کہ عورت کے حوالے سے حکیم الامت کے افکار کا از سرِ نو مطالعہ کیا جائے۔ اقبال کا تصورِ نسواں موجودہ دور کے سماجی و اخلاقی چیلنجز کے تناظر میں عورت کے کردار کو سمجھنے کے لیے ایک متوازن اور جامع بنیاد پیش کرتا ہے۔ موجودہ دور میں خواتین کے کردار، تعلیم، آزادی اور سماجی ذمہ داریوں کے بارے میں مختلف اور بعض اوقات متضاد نظریات سامنے آتے ہیں۔ اقبال کا پیغام جدید تقاضوں اور اخلاقی و تہذیبی اقدار کے درمیان ایک ہمہ گیر رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ وہ عورت کو نہ تو مکمل طور پر روایتی حدود میں محدود کرتے ہیں، اور نہ ہی غیر محدود آزادی کے تصور کو درست سمجھتے ہیں۔ اس کے برعکس ان کا نقطۂ نظر اعتدال اور توازن پر مبنی ہے۔ اقبال کے نزدیک عورت کا حقیقی کردار اور خودی اس بات میں نہیں کہ وہ مرد کی اندھی تقلید میں اپنی نسوانیت کو کھو دے، بلکہ وہ اسے صنفِ نازک کے حقیقی وقار کو پہچاننے اور اپنی منفرد فطرت، عفت اور امومت (ماں کے منصب) کے تحفظ کے ساتھ سماج میں اپنا کردار ادا کرنے کا درس دیتے ہیں۔

سماجی اور معاشرتی نقطۂ نظر سے اکیسویں صدی میں عورت کے متعلق اقبال کے افکار و نظریات کی معنویت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے۔ آج کی عورت تعلیم، معیشت اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں مردوں کے شانہ بشانہ فعال کردار ادا کر رہی ہے۔، تاہم جدید طرزِ زندگی اور بدلتے ہوئے سماجی رجحانات نے اسے بعض نفسیاتی اور خاندانی چیلنجز سے بھی دوچار کر دیا ہے۔ موجودہ مادی طرزِ زندگی میں اقبال کا پیغام عورت کو اس کی فکری اور اخلاقی ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے کہ وہ کائنات کے رنگوں کی محافظ اور نئی نسل کے کردار کی اصل معمار ہے۔ چنانچہ عصرِ حاضر کی مسلم خاتون کے لیے فکرِ اقبال ایک ایسا فکری حصار ہے جو عورت کی معاشی و تعلیمی ترقی کی نفی نہیں کرتا بلکہ اسے جدید دنیا کے تقاضوں سے بھی ہم آہنگ کرتا ہے۔

فکر اقبال کے تناظر میں عورت نسل نو کی تعلیم و تربیت، خواتین کے حقوق، عدم مساوات، غربت اور دیگر معاشرتی مسائل کے حوالے سے شعور اجاگر کرنے میں مؤثر کردار ادا کر سکتی ہے۔ اقبال کے نزدیک فرد کی تکمیل صرف اپنی ذات کی ترقی تک محدود نہیں بلکہ اجتماعی زندگی کی تعمیر و ترقی سے بھی وابستہ ہے۔ اس سلسلے میں سوشل میڈیا محض تفریح کا ذریعہ نہیں بلکہ علم، خودی، اظہارِ رائے اور معاشرتی اصلاح کے لیے ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ البتہ سوشل میڈیا کا استعمال بے مقصد آزادی نہیں بلکہ اخلاقی شعور اور معاشرتی ذمہ داری سے وابستہ ہونا چاہیے۔ اگر یہ ذریعہ عورت کی خودی کی تکمیل، کردار سازی، معاشرتی فلاح اور تعمیری سرگرمیوں کے لیے استعمال ہو تو یہ اقبال کے تصورات کو عصر حاضر کے

تقاضوں کے ساتھ مربوط کرتے ہوئے ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کا ضامن بن سکتا ہے جہاں خواتین کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کا اعتراف کیا جائے، ان کی رائے کو اہمیت دی جائے اور ان کے کردار کو معاشرے کی تعمیر و ترقی کے عمل کا مؤثر حصہ سمجھا جائے۔

نتائج تحقیق

1. **جامع اور متوازن معاشرے کی بنیاد:** اقبال کی فکر ایک ایسے مساویانہ معاشرے کی فکری بنیاد فراہم کرتی ہے جہاں خواتین کو اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے اور عملی زندگی میں حصہ لینے کے برابر مواقع میسر ہوں۔

2. **عورت کی خود شناسی اور اعتدال:** اقبال کی فکر خواتین کو خود شناسی، اعتدال، توازن اور ذمہ داری کے ساتھ اپنی آزادی اور خود مختاری کو استعمال کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

3. **جدید ترقی اور اسلام کا توازن:** موجودہ دور میں اقبال کے افکار عورت کو جدید تعلیم، معاشی ترقی اور سماجی فعالیت میں حصہ لینے کا درس دیتے ہیں، بشر طیکہ وہ اپنی اسلامی تشخص، تہذیبی اقدار اور خانگی/تربیتی ذمہ داریوں کا توازن نہ کھوئے۔

4. **جدید مواقع اور افراط و تفریط سے بچاؤ:** سوشل میڈیا اور جدید طرزِ حیات نے خواتین کے لیے ترقی کے نئے دروازے کھولے ہیں، تاہم ان ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے شدت پسندی یا افراط و تفریط سے بچنا ضروری ہے۔

5. **تصورِ خودی اور شخصیت سازی:** اگر عورت اقبال کے "تصورِ خودی" کو اپنا کر علم اور اخلاق کو اپنی بنیاد بنائے تو وہ اپنی ذات کی تعمیر کے ساتھ ساتھ ایک استحکام یافتہ اور متوازن معاشرہ تشکیل دے سکتی ہے۔

6. **جامع طرزِ زندگی کا پیغام:** عصرِ حاضر میں اقبال کا پیغام صرف خواتین کے حقوق، تعلیم اور روزگار تک محدود نہیں بلکہ یہ شخصیت سازی اور معاشرتی تعمیر کا ایک مکمل اور متوازن فکری فریم ورک پیش کرتا ہے۔

سفارشات

1. **تعلیمی نصاب میں اقبال کی فکر کی شمولیت:** تعلیمی اداروں (خصوصاً ثانوی اور اعلیٰ سطح) کے نصاب میں اقبال کے نسوانی افکار اور "تصورِ خودی" کو شامل کیا جائے تاکہ طالبات میں خود شناسی اور تہذیبی پاسداری کے ساتھ ترقی کا جذبہ پیدا ہو۔

2. **جدید و روایتی توازن پر ورکشاپس اور سیمینارز:** خواتین کے لیے ایسے آگاہی پروگرامز اور ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے جو انہیں جدید تعلیم و معاشی خود افلالی کے ساتھ ساتھ خاندانی و اخلاقی اقدار کو برقرار رکھنے کی ترغیب دیں۔

3. **سوشل میڈیا اور جدید تکنیک کا مثبت استعمال:** خواتین کو سوشل میڈیا اور جدید ذرائع ابلاغ کے مثبت اور تخلیقی استعمال کی تربیت دی جائے تاکہ وہ افراط و تفریط اور منفی اثرات سے بچ کر اپنی صلاحیتوں کا بہتر اظہار کر سکیں۔

4. **مساوی مواقع اور محفوظ کاریگراں ماحول کی فراہمی:** ریاست اور سماجی اداروں کو چاہیے کہ وہ خواتین کے لیے تعلیم، روزگار اور سماجی سرگرمیوں میں ایسے مساوی اور محفوظ مواقع فراہم کریں جو ان کی اسلامی و تہذیبی حدود کے عین مطابق ہوں۔

5. **خاندانی و تربیتی نظام کی مضبوطی:** معاشرتی سطح پر اس بات کا شعور بیدار کیا جائے کہ خواتین کی معاشی و سماجی ترقی کے ساتھ ساتھ نسلِ نو کی تربیت اور خاندانی استحکام کی اہمیت پر کوئی سمجھوتا نہ ہو۔

حوالہ جات

---

1 علامہ قبال، تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ، مترجم: سید نذیر نیازی، (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، 2011ء)، ص 15-9

2 ایضاً

3 اقبال، کلیاتِ اقبال، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2011ء)، ص 615

4 وحید عشرت ڈاکٹر، فکریات اقبال، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2009)، ص 104

5 اقبال، نظم: "عورت اور تعلیم، مشمولہ: ضرب کلیم، (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، 1975ء)، ص 95

6 ابوالحسن ندوی، نقوش اقبال، (کراچی: مجلس نشریات اسلام، 1988ء)، ص 284

7 یوسف حسین خان ڈاکٹر، روح اقبال، (لاہور: آئینہ ادب، انارکلی، 1969ء) ص 367.

8 اقبال، کلیات اقبال، (لاہور: اقبال اکادمی، 2014ء)، ص 207

9 ایضاً، نظم: "عورت"، مشمولہ: ضربِ کلیم، ص 648

10 صدیق جاوید ڈاکٹر، فکر اقبال کا عمرانی مطالعہ، (لاہور: اقبال اکیڈمی، پاکستان, 1996ء)، ص 31

11 یوسف حسین خان، روح اقبال، (نئی دہلی: غالب اکیڈمی، 1976ء)، ص 335

12 اقبال، نظم: "عورت"، مشمولہ: ضربِ کلیم، ص 649

13 ایضاً، ص 615

14 محمد اقبال، مقالات اقبال، مرتبہ: سید عبدالواحد معینی/ محمد عبداللہ قریشی، (لاہور: القمر انٹرپرائزز، 2011)، ص 326

15 بصیرہ عنبرین ڈاکٹر، اقبال: وجود زن اور تصویر کائنات، (لاہور: دارالنوادر، 2019)، ص 56

16 محمد رفیق افضل (مرتب)، گفتار اقبال (لاہور: ادارہ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ پنجاب، طبع دوم: 1977)، ص 76-77

17 اقبال، نظم: "عورت"، مشمولہ: ضربِ کلیم، ص 615

18 ایضاً

19 اقبال، نظم: "عورت"، مشمولہ: ضربِ کلیم، ص 649

20 نسرین اختر ڈاکٹر، اقبال اور وجود زن، (پاکستان: ادارہ تحقیق و تصنیف، 1978ء) ص 155.

21 شذرات فکر اقبال، مرتبہ ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، (لاہور: مجلس ترقی ادب، 1973ء)، ص 148

22 پروین، ڈاکٹر، عصر حاضر کے تعلیمی تقاضے اور اقبال کا تصور تعلیم، (جامعہ پشاور: خیابان بہار، 2021ء)، ص 213
http://ojs.uop.edu.pk/khayaban/article/view/479/441

23 اقبال، نظم: "عورت"، مشمولہ: ضربِ کلیم، ص 649

24 اقبال، غزل مشمولہ: بال جبریل، (لاہور: اقبال اکیڈمی پاکستان، 1935ء)، ص 303

25 القرآن:البقرہ،2:30

26 Noreen, N, Rani, T, & Saeed, K. (2022). Women Rights in Preview of Iqbal's Islamic 26 Philosophy and Western Feminism. VFAST Transactions on Islamic Research, 10(1), 01-08

27ابوالحسن ندوی سید، نقوش اقبال،(کراچی: مجلس نشریات اسلام،1973ء)،ص.285

28رفیع الدین ہاشمی،ڈاکٹر علامہ اقبال: سوانح اور افکار،(لاہور: یوایم ٹی پریس،2016ء)،ص138

29اقبال، کلیاتِ اقبال،(فارسی) نظم: مثنوی، مشمولہ: رموزِ بے خودی، ص94

30یوسف حسین خان، روح اقبال، ص.373-370

کتابیات

- القرآن الکریم
- اقبال، علامہ محمد۔ تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ۔ مترجم: سید نذیر نیازی۔ لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، 2011ء۔
- اقبال، علامہ محمد۔ ضربِ کلیم۔ علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، 1975ء۔
- اقبال، علامہ محمد۔ کلیاتِ اقبال (اردو)۔ لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2011ء/2014ء۔
- اقبال، علامہ محمد۔ مقالاتِ اقبال۔ مرتبہ: سید عبدالواحد معینی و محمد عبداللہ قریشی۔ لاہور: القمر انٹرپرائزز، 2011ء۔
- پروین، ڈاکٹر۔ "عصرِ حاضر کے تعلیمی تقاضے اور اقبال کا تصورِ تعلیم"۔ خیابان (جامعہ پشاور)، 2021ء۔
  .http://ojs.uop.edu.pk/khayaban/article/view/479/441
- جاوید، صدیق، ڈاکٹر۔ فکرِ اقبال کا عمرانی مطالعہ۔ لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 1996ء۔
- جاوید اقبال، ڈاکٹر جسٹس، مرتب۔ شذراتِ فکرِ اقبال۔ لاہور: مجلس ترقیِ ادب، 1973ء۔
- خان، یوسف حسین، ڈاکٹر۔ روحِ اقبال۔ لاہور: آئینہ ادب، 1969ء/ نئی دہلی: غالب اکیڈمی، 1976ء۔
- رفیق افضل، محمد، مرتب۔ گفتارِ اقبال۔ لاہور: ادارہ تحقیقاتِ پاکستان، دانشگاہِ پنجاب، طبع دوم: 1977ء۔
- عشرت، وحید، ڈاکٹر۔ فکریاتِ اقبال۔ لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2009ء۔
- عنبرین، بصیرہ، ڈاکٹر۔ اقبال: وجودِ زن اور تصویرِ کائنات۔ لاہور: دارالنواد، 2019ء۔
- نسرین اختر، ڈاکٹر۔ اقبال اور وجودِ زن۔ پاکستان: ادارہ تحقیق و تصنیف، 1978ء۔
- ندوی، سید ابوالحسن علی۔ نقوشِ اقبال۔ کراچی: مجلس نشریاتِ اسلام، 1988ء۔
- ہاشمی، رفیع الدین، ڈاکٹر۔ علامہ اقبال: سوانح اور افکار۔ لاہور: یوایم ٹی پریس، 2016ء۔
- Noreen, N., T. Rani, and K. Saeed. "Women Rights in Preview of Iqbal's Islamic Philosophy and Western Feminism ".VFAST Transactions on Islamic Research ,10 no. 1 (2022): 01–08.